غایۃ المامول
فی علم الرسول
تصنیفِ مبارک
فیضِ ملت، شیخ القرآن، استاذ العلماء
حضرت علامہ محمد فیض احمد اویسی صاحب رضوی
مدظلہ العالی
باہتمام
صاحبزادہ عطاء الرسول اویسی رضوی
ناشر مکتبہ اویسیہ رضویہ سیرانی روڈ بہاولپور پاکستان

غایۃ المامول فی علم الرسول

از قلم

حضرت علامہ شیخ الحدیث والتفسیر مولانا ابو الصالح محمد فیض احمد اُویسی

باہتمام صاحبزادہ عطاء الرسول اویسی

ملنے کا پتہ

مکتبہ اُویسیہ رضویہ سیرانی روڈ بہاولپور (پاکستان)

نام کتاب : غایۃ المامول فی علم الرسول
مصنف : مولٰنا علامہ ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی
ناشر : مکتبہ اویسیہ رضویہ بہاولپور
سائز : ۱۸ × ۲۳ / ۸
باہتمام : صاحبزادہ عطاء الرسول اویسی
ضخامت : صفحات
کتابت : منیر احمد خانپوری در فیق ملتانی
طباعت : آفسٹ
بار : اوّل
قیمت :

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الحمد لمن لا یغرب عنہ شیٔ فی السمٰوات والارضین وما ھو علی الغیب بضنین، عالم الغیب فلا یظھر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من الانبیاء والمرسلین، والصلوٰۃ والسلام علی حبیبہ سید المرسلین، الذی قال ان اللہ رفع لی الدنیا وانا انظر الیھا والی ما ھو کائن فیھا الی یوم الدین کانما انظر الی کفی ھٰذہ جلیا وعلی الہ الطاہرین واصحابہ الطیبین:

اما بعد:۔ بندہ بے چارہ روزگار ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی غفرلہ ربہ بندگانِ خدا سے گذارش کرتا ہے کہ جس دور سے ہم گذر رہے ہیں یہ بعینہٖ وہی زمانہ ہے جس کے متعلق چودہ سو سال پہلے ہمارے پیارے نبی؛ غیب کی خبریں دینے والے، صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے خبر دی تھی کہ میری امت کے تہتر فرقے پیدا ہونگے وہ سب کے سب دوزخ میں جائیں گے مگر صرف ایک فرقہ ہے جو بہشت کا مستحق ہوگا؛ اس کا نام اہل السنۃ والجماعۃ ہے، اس سچے فرمان پر صرف ہمارے پاکستان میں متعدد گروہ حشرات الارض کی طرح پھیلے ہوئے ہیں مثلاً دہریہ، نیچریہ۔ پرویزیہ، چکڑالویہ، خاکساریہ، بہائیہ، مرزائیہ، شیعہ، وہابیہ، مودودیہ، غلام خانیہ، دیوبندیہ نامعلوم دیگر ممالک میں کتنی شاخیں موجود ہوں گی۔

سب سے زیادہ شریر دیوبندی فرقہ ہے اس لئے کہ یہ ٹولہ خلق خدا کو گمراہ کرنے میں ہر طرح کا حربہ استعمال کرتا ہے ان کا مقصد یہ ہے کہ دین جائے تو جائے لیکن جماعتی پروگرام پروان ضرور چڑھے بنا بریں ان کی تردید میں فقیر نے زیادہ زور لگایا ہے

یہی توجہ تھی کہ مولوی خلیل احمد انبیٹھوی کو بہاول پور کے ولی کے عبرانی حضرت خواجہ غلام فرید قدس سرہٗ سجادہ نشین چاچڑاں شریف بہاول پور سے نکلوا دیا۔ جس کی تفصیل فقیر کی کتاب[عـه] تذکرہ علماء اہل سنت میں ہے۔

دیو بندیوں کے درج ذیل عقائد و مسائل میں ہمارا تنازع[عـه] ہے۔

(۱) امکان کذب
(۲) امتناع النظیر
(۳) علم غیب
(۴) حاضر و ناظر
(۵) مختار کل
(۶) استمداد
(۷) بدعت
(۸) نور و بشر
(۹) ندا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
(۱۰) سماع موتی
(۱۱) محفل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم
(۱۲) قیام بوقت ذکر خیر الانام صلی اللہ علیہ وسلم
(۱۳) بارہویں کے دن کا جلوس
(۱۴) فاتحہ تیجہ دسواں چالیسواں
(۱۵) عرس بزرگان اسلام
(۱۶) گیارہویں شریف
(۱۷) نماز جنازہ کے بعد دعا
(۱۸) جنازہ کے آگے آگے نعت خوانی و ذکر خیر
(۱۹) مزارات کے گنبد
(۲۰) مزارات پر پھول چڑھانا
(۲۱) اولیاء کرام کی نذریں
(۲۲) قبر پر اذان دینا
(۲۳) زیارت قبور اولیاء کرام کا سفر
(۲۴) کفنی الفی لکھنا
(۲۵) بلند آواز سے ذکر کرنا
(۲۶) یا عبد القادر جیلانی شیئاً للہ
(۲۷) اولیاء اللہ کا جانور
(۲۸) بزرگان دین کے ہاتھ پاؤں چومنا
(۲۹) عبد النبی وغیرہ نام رکھنا
(۳۰) حیلہ و اسقاط
(۳۱) انگوٹھے چومنا
(۳۲) رمضان شریف میں ختم قرآن شریف
(۳۳) بزرگوں کے مزارات پر چراغاں وغیرات
(۳۴) درود و سلام عند الاذان وغیرہ ان کی تردید میں ہمارے اسلاف نے اور دور حاضرہ میں بے شمار کتابیں رسالے شائع ہوئیں اور ہو رہی ہیں منجملہ ان کے فقیر کی یہی تصنیف بھی ہے۔

عـه: اور مناظرہ بہاولپور مرتبہ فقیر اویسی غفرلہ' ۔ عـه جھگڑا اور اختلاف ۱۲

غیب کا لغوی معنیٰ

غیب بالفتح مصدر ہے بمعنی چھپنا کہا جاتا ہے۔ غابت الشمس سورج غروب ہو گیا (مفردات امام راغب رحمہ اللہ تعالیٰ) وکل ما غاب عنک ہر وہ چیز جو تجھ سے پوشیدہ ہو المصباح المنیر جـ ۲ ص ۴۹۔ اسی لیے راز اور پست زمین اور شک کو غیب کہتے ہیں کیونکہ یہ چیزیں پوشیدہ ہوتی ہیں (المنجد وغیرہ کذا فی المصباح المنیر وغیرہ) اسی سے غیبت پس پشت کسی کا عیب بیان کرنا اور غیابۃ بمعنی زمین کی ڈھلوان اور قبر اور ہر چیز کا اخیر ہر چیز ڈھانپنے والی اسی طرح اہل عرب کہتے ہیں:

غیابۃ الوادی والجب۔ یعنی کنویں اور وادی کی گہرائی۔ اسی سے لیا گیا ہے غیابۃ البحر یعنی سمندری کرم کا اجتماع پتھر کی صورت میں۔ شاخ در شاخ اور کہتے ہیں غیاب الشجر یعنی درخت کی جڑیں وغیرہ وغیرہ۔

خلاصہ یہ کہ جو چیز انسان سے اوجھل ہو اُسے غیب کہتے ہیں۔

غیب مصدر بمعنی اسم فاعل یعنی غائب (مفردات امام راغب و روح البیان)۱۲

عرفی معنیٰ

غیب وہ ہے جو حواس یعنی آنکھ، ناک، کان، زبان وغیرہ سے پوشیدہ ہو کما قال رازی رحمۃ اللہ علیہ هو الذی یکون غائبا من الحاسۃ۔ تفسیر کبیر ص اور قاضی بیضاوی فرماتے ہیں۔

والمراد به الخفی الذی لا یدرکه الحس ولا یقتضیه بداهة العقل یعنی

غیب سے وہ چھپی ہوئی چیز مراد ہے جس کو حواس نہ پا سکیں اور نہ بداہتہً اسکو عقل چاہے۔
اور مدارک میں ہے:

والغیب مالم یقم علیہ دلیل ولا اطلع علیہ مخلوق

خلاصہ کلام یہ کہ وہ شئے جو نہ انسان کو آنکھ سے اور نہ کان سے اور نہ زبان سے اور نہ ہاتھ سے اور نہ دیگر اعضاء اور نہ ہی عقل سے معلوم ہو سکے وہ غیب ہے یہی وجہ ہے کہ طبیب یا ڈاکٹر کے انسان کے اعضاء اندرونی کے پتہ دینے کو غیب نہیں کہتے اور نہ ہی بیرونی ممالک اور اندرونی ممالک کی خبروں کو آلات جدیدہ کے ذریعے معلوم کرنے کو غیب کہا جاتا ہے۔ کیونکہ یہ چیزیں عقل کے ذریعے یا آلات جدیدہ کی روسے معلوم کی جاتی ہیں۔

ہاں قبر کے اندر کی باتیں، عالم برزخ کے حالات، عالم آخرت کی خبریں اور آسمان اور اس کے وراء الوریٰ کی معلومات بلکہ وہ ذات احد جس نے لاتدرکہ الابصار کا دعویٰ فرمایا دیکھنے اور جان لینے کا نام غیب ہے۔ اور ان تمام کو تفصیلاً اجمالاً حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ صرف جانا بلکہ اپنی سر اقدس کی آنکھ مقدس سے شاہدہ فرمایا۔

افادہ آنکھ سے دیکھنے کا کام لیا جاتا ہے اگر دیکھنے کا کام کان کرے اور کان سے سننے کا کام لیا جاتا ہے اگر یہ کام آنکھ یا زبان وغیرہ کریں تو ان کو غیب کہا جائیگا کیونکہ یہ بطور خرق عادت ہوا اور خرق عادت کا نام معجزہ یا کرامت ہے اور ایسا ممکن بھی ہے۔

کما قال العلامۃ التفتازانی فی شرح العقائد للنسفی ص۱۱

فلا یمتنع ان یخلق اللہ عقیب صرف الباصرۃ ادراک الاصوات مثلاً

"یعنی یہ بات ممتنع نہیں کہ آنکھ میں اصوات کا ادراک پیدا ہو جائے وغیرہ وغیرہ
یہی وجہ ہے کہ امام اعظم سیدنا ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وضو کرنے والے کے پانی کو دیکھ کر فرمایا کہ اس میں جھوٹ۔ گلہ۔ زنا بہ رہا ہے۔
اسی بناء پر ان کے نزدیک مستعمل پانی نجاست غلیظہ ہے اور حضور سیدنا غوث اعظم نے فرمایا۔

وما منها شهور ولا دهور تمر وتنقضی الا اتالی

کوئی مہینہ اور کوئی زمانہ عالم میں نہیں گذرتا مگر وہ ہمارے پاس ہو کر اجازت لیکر گذرتا ہے اسی طرح بہت بڑے واقعات روایات صحیحہ سے ثابت ہیں۔

غیبہ کا اطلاق قرآن میں قرآن پاک نے غیب کے لغوی وعرفی دونوں معنوں کو مختلف آیات میں بیان فرمایا۔

۱۔ یومنون بالغیب۔ ایمان لاتے ہیں ساتھ غیب کے۔

قال صاحب المظہری تحت ہذہ الآیۃ:۔

المراد بہ ما غاب عن ابصارہم من ذات اللہ وصفاتہ والملائکۃ والبعث والجنۃ والنار والصراط والمیزان وعذاب القبر وغیر ذالک ص۱۹ ج۱

ف) گویا یہاں پر غیب سے اصطلاحی معنی مراد ہیں۔

ترجمہ: اس آیت میں غیب سے مراد وہ ہے جو انسانوں کی آنکھوں سے اوجھل ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی ذات اور اس کی صفات اور ملائکہ اور قیامت اور بہشت و دوزخ، پلصراط و میزان و قبر کا عذاب وغیرہ اور ان تمام اشیاء کو حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نہ صرف جانتے

ہیں بلکہ آنکھوں سے کئی بار مشاہدہ فرما چکے ہیں۔

۲۔ حٰفظٰت للغیب ؛ یعنی نیک بخت عورتیں وہ ہیں جو حفاظت کرنے والی ہیں پوشیدہ چیز کی

تفسیر مظہری میں ہے۔

اے فی غیبۃ الازواج او المراد بالغیب ما غاب عن الناس من اسرار الازواج واحوالھم الخفیۃ۔

یعنی شوہر کے غائب ہونے کے وقت یا غیب سے مراد ہے جو لوگوں سے مخفی ہے یعنی شوہر کی راز کی باتیں اور ان کے مخفی احوال

ف۔ بہرحال لغوی یا اصطلاحی دونوں معنی مراد ہو سکتے ہیں۔

۳۔ انی لم اخنہ بالغیب۔ میں نے اس کی غائبانہ خیانت نہیں کی۔

ای مکان الغیب وراء الاستار والابواب المغلقۃ مظہری ج۵ ص۲۹

اسی طرح ہر جگہ قرآن مجید میں غیب ان دونوں معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ والحمد للہ رب العالمین

مسئلہ غیب میں گفتگو کرنے سے پہلے چند قواعد خوب یاد رکھیئے۔

قواعد

۱۔ نفس علم کسی چیز کا برا نہیں۔ ہاں بری باتوں کا سیکھنا اور عمل کرنا برا ہے اگر علم فی نفسہ برا ہوتا تو اللہ تعالیٰ کو ان کا علم ہوتا کیونکہ وہ ہر برائی سے منزہ و پاک ہے۔

سحر برا ہے لیکن ملائکہ "یعلمان السحر" کا حکم لائے اور فرماتے انما نحن فتنۃ فلا تکفر پ۱

اگر علم فی نفسہ برا ہوتا تو ان ملائکہ کو نہ سکھایا جاتا لیکن ان کے لیئے تو برا نہ تھا

البتہ لوگوں کے لیئے برا تھا جنہیں فرمایا جا رہا ہے۔ فلا تکفر (تو کفر نہ کر) اور دنیا میں سب سے بدتر چیز شرک اور کفر ہے۔ مگر فقہا فرماتے ہیں الفاظ کفریہ کا سیکھنا فرض ہے تاکہ ان سے بچے۔ اسی طرح علم ریا علم بغض اور حسد برے ہیں لیکن ان کا سیکھنا ضروری ہے۔

"قال العلامہ ابن عابدین فی رد المختار (مقدمہ)" وعلم الریاء وعلم الحسد والعجب وعلم الالفاظ المحرمۃ والمکفرۃ ولعمری ھذا من اھم المھمات

یعنی علم ریا اور حسد، عجب، حرام اور کفریہ کلمات کا سیکھنا ضروری اور واللہ یہ فرض ہے۔

اسی مقدمہ میں فرماتے ہیں۔

وفی ذخیرۃ الناظرۃ تعلمہ فرض لرد الساحر اہل الحرب

ذخیرہ ناظرہ میں لکھا ہے کہ جادو سیکھنا فرض ہے اہل حرب کے جادو کو دفع کرنے کے لیئے۔

اسی طرح آج ہم مرزائیوں، عیسائیوں اور پرویزیوں کے مسائل جاننے پر مجبور ہیں تاکہ ہم ان کے جوابات تیار کر سکیں کیا ان کے عقائد و مسائل کا جاننا فی نفسہ برے نہیں ہیں لیکن ہم صرف ان کی تردید کے لیئے ازبر رکھتے ہیں۔

اس تقریر کو بخوبی یاد رکھیں تاکہ وہابیہ دیوبندیہ کا وہ اعتراض کافور ہو جائے جو کہتے ہیں کہ

حضور علیہ السلام کو بری چیزیں چوری، زنا، جادو، اشعار کا علم نہیں کیونکہ ان کا جاننا عیب ہے۔

سادہ لوح مسلمانوں کو دھوکہ دینے کے لیے عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم بنکر ایسے فریب دیتے ہیں جیسے مجوس کا عقیدہ ہے کہ بری چیزوں کا خالق اللہ تعالیٰ نہیں کیونکہ بری شے کا پیدا کرنا برا ہے۔ وغیرہ۔ وہ بھی دھوکہ دہی پر مبنی ہے اور یہ بھی

۲۔ تمام مخلوق سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا علم زیادہ ہے جس کا اقرار مولوی قاسم نانوتوی نے تحذیر الناس میں کیا ہے۔ بلکہ بفرمان نبی علیہ السلام "انما انا قاسم واللہ یعطی"۔ بقول وہابیہ دیوبندیہ کہ آپ صرف علم بانٹتے ہیں تو بھی پہلے یا اب جتنا لوگ علوم وفنون میں ترقی کر رہے ہیں یہ بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تقسیم ہے اور قاسم سب کچھ جانتا ہے۔

(۳) قرآن اور لوح محفوظ میں سارے واقعات ہیں اسپر ملائکہ کی نظریں ہیں اور لوح محفوظ حضور علیہ السلام کے علوم کا ایک حصہ ہے۔ انہیں تقدیر کا کاتب بھی ہے جو حضور علیہ السلام کے غلاموں میں شمار ہوتا ہے۔

قطع نظر آیات قرآنیہ اور احادیث صحیحہ کے خود لفظ نبی سے علم غیب ثابت ہوتا ہے۔

نبی وہ ہے جسے علم غیب ہو کیونکہ نبی صفت مشبہ کا صیغہ ہے اور نبوت سے مشتق ہے اور نبوت نبأ سے ماخوذ ہے۔ چنانچہ احمد قسطلانی شارح بخاری رحمۃ اللہ مواہب لدنیہ ص ۱۹۲ ج ۲ میں فرماتے ہیں۔

اَلنُّبُوَّۃُ مَاخُوْذَۃٌ مِنَ النَّبَاءِ بِمَعْنیٰ اَیْ اَطْلَعَہُ اللّٰہُ عَلَی الْغَیْبِ

یعنی نبوت نبأ بمعنی خبر سے ماخوذ ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو غیب پر مطلع فرمایا ہے۔

اور نبأ بھی ہر اس خبر کو کہتے ہیں جو غیبی خبر ہو چنانچہ قرآن پاک کی چند

آیات ملاحظہ فرمائیے۔

عَمَّ یَتَسَاءَلُوْنَ عَنِ النَّبَاِ الْعَظِیْمِ | کیا بات پوچھتے ہیں لوگ آپس میں وہ بڑی خبر۔

یہاں پر نبأ سے قیامت مراد لیگئی جو غیب ہے۔ اور فرمایا

اَلَمْ یَاْتِکُمْ نَبَؤُا الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ الخ | کیا تمہارے پاس پہلے لوگوں کی خبر نہیں آئی۔

یعنی ثمود وقوم نوح وغیرہ وغیرہ جو پہلے گذر چکے اور وہ ہم سے غیب ہیں اور فرمایا۔

وَاتْلُ عَلَیْہِمْ نَبَاَ نُوْحٍ (پارہ ۱۱ رکوع ۱۳) اور سناؤ ان کو احوال نوح علیہ السلام کے اور یہ حضرت بھی پہلے تھے جو ہم سے غیب۔ اسی طرح فرمایا

وَاتْلُ عَلَیْہِمْ نَبَاَ اِبْرَاہِیْمَ (پ ۱۹ ع ۹) اور سناؤ ان کو ابراہیم علیہ السلام کی خبر

اسی طرح فرمایا۔

وَاتْلُ عَلَیْہِمْ نَبَاَ ابْنَیْ اٰدَمَ پ ۶ ع | اور ان کو دو بیٹوں آدم کی خبر دو

اور فرمایا۔

فَلَمَّا اَنْبَاَہُمْ پ ۱ ع ۳ | پس جب بتلایا ان کو

یعنی ملائکہ کو آدم علیہ السلام نے ان چیزوں کی خبر دی جو ملائکہ سے غیب تھی۔

مَنْ اَنْبَاَکَ ہٰذَا پ ۲۸ ع | یہ وہ واقعہ بی بی عائشہ وحفصہ رضی اللہ عنہما کا ہے جو انہوں نے مشورہ کرکے خفیہ بات کی لیکن حضور علیہ السلام نے انہیں بتلا دیا۔

اسی طرح یوسف علیہ السلام نے اپنے ساتھ والے قیدیوں کو فرمایا کہ تمہارے طعام آنے سے پہلے تمہارے خوابوں کی تعبیر بتا دوں گا۔

چنانچہ فرمایا۔ اِلَّا نَبَّاْتُکُمَا قَبْلَ اَنْ یَّاْتِیَکُمَا۔ پ ۱۲ ع ۱

یہ کہ نبا بمعنے وہ خبر جو غیب ہو اور نبی نبا سے مشتق ہے اب معنے

خلاصہ کلام یہ ہوا کہ نبی وہ ہے جو غیب کی خبریں دینے والا ہو اور انبیاء علیہم السلام آتے بھی غیبی خبریں دینے کے لیئے ہیں کیونکہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے موجود ہونے کی خبر دی اور اُس کے صفات بیان فرمائے اور جنت و دوزخ کی خبر دی اور ملائکہ کی خبر دی آخرت اور قبر کے حالات سنائے جو سب کے سب ہم سے غیب ہیں بلکہ علماء حضرات تو فرماتے ہیں کہ انبیاء علیہم السلام کا غیبی خبریں دینا لازمۂ نبوت ہے۔

چنانچہ زرقانی شرح مواہب لدنیہ صہ ۲۶۵ ج ۱۰ میں ہے۔

ان صحة النبوة تستلزم اطلاع النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی جمیع المغیبات ۔

یعنی نبوت کی صحت اس بات کو مستلزم ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تمام غیبی باتوں سے مطلع ہوں۔

امام غزالی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

النبوة عبارة عما يختص به النبی ويفارق به غيره وهو يختص بانواع من الخواص احدها انه يعرف حقائق الامور المتعلقة بالله وصفاته وملائكته والدار الاخرة علما مخالفا لعلم غيره بكثرة المعلومات وزيادة الكشف والتحقيق وثانيها ان له فی نفسه صفة بها تتم الافعال الخارقة للعادة كما ان لنا صفة تتم بها الحركات المقرونة بارادتنا وهی القدرة وثالثها ان له صفة يبصر الملائكة يشاهدهم كما ان للبصير صفة بها يفارق الاعمى

رابعها ان له صفة بها يدرك فی الغيب فهذه كمالات و صفات ينقسم كلها منها اقسام (زرقانی صہ ج ۲)

ثابت ہوا کہ نبی علیہ السلام وہ ہے جو غیب جانے اگر غیب نہ جانے تو غیبی خبر کیسے دے۔

سوال نبی واقعی نبوت سے مشتق ہے لیکن نبوت بمعنے رفعت ہے جیسا کہ لغات کی کتابوں سے معلوم ہوتا ہے اور نبی بمعنی رفیع اور چونکہ نبی اپنی امت سے برگزیدہ ہوتا ہے اسی لیئے اُسے نبی کہتے ہیں۔

جواب واقعی نبی اپنی قوم سے برگزیدہ ہوتا ہے اور اسی برگزیدگی کی وجہ سے بعض لغات میں بمعنے رفعت لیا گیا ہے لیکن نبوت بمعنے رفعت باعتبار دلالت التزامی کے ہے گویا یہ اسکا مجازی معنی ہے حقیقی معنی نبوت کا وہی ہے جو ہم قرآنی آیات سے ثابت کر چکے اور اگر نبوت بمعنے رفعت لیا جائے تب بھی ہمارے مدعا کے خلاف نہیں کیونکہ نبی علیہ السلام کی برگزیدگی بھی بوجہ علم کے ہی ہے جس کی شہادت سیدنا آدم علیہ السلام کے واقعہ سے ملتی ہے کہ جب انہیں پیدا کیا گیا اور تاج خلافت نصیب ہوا تو باری تعالیٰ نے ملائکہ کو اسکا تذکرہ فرمایا انہوں نے وہی کہا جو کہا اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام سے فرمایا۔

اَنْبِئْھُمْ بِاَسْمَآئِھِمْ — انہیں انکے اسماء کی خبر دے دیجیے۔

تو اللہ تعالیٰ نے ملائکہ پر آدم کی شرافت جتلاتے ہوئے ارشاد فرمایا اب چونکہ تم پر آدم علیہ السلام کی فضیلت ظاہر ہو چکی ہے بنا بریں۔

اُسْجُدُوْا لِاٰدَمَ۔ — آدم کو سجدہ کرو۔

اب بتایئے آدم علیہ السلام کی فضیلت کا موجب قرآن نے کیا بنایا وہی علم تو

ہے اب ثابت ہوا کہ انبیاء علیہم السلام واقعی بلند قدر ہیں اور اُس کا موجب نبوت کا علم ہی ہے۔

نکتہ انبیاء علیہم السلام کا علم علی الدوام والاستمرار ہوتا ہے نہ کہ چند لمحات کے لئے دیا گیا ہے اور پھر چھینا گیا کیونکہ نبی صیغۂ صفت ہیچوں شریف ہے جسے دوام واستمرار لازم اور ضروری ہے ایسا نہیں ہوگا کہ شریف کی شرافت کبھی ہو اور کبھی نہ۔ بلکہ ہمیشہ شریف ہی شریف ہے۔

صرف کی مشہور کتاب علم الصیغہ ۵۶ میں ہے

صفت مشبہ آن کہ دلالت کند بر اتصاف ذاتی بمعنے مصدری بوضع ثبوت

اب اس معنے پر نبی علیہ السلام کو ہر وقت علم غیب سے موصوف ہونا لازم ہوگیا اگر بالفرض کسی نے نبی علیہ السلام کو کسی وقت عدم علمی سے موصوف کیا تو گویا اس نے نفس نبوت سے انکار کیا جو صریح کفر ہے

اسی لیے اعلیٰحضرت عظیم البرکت مولٰنا احمد رضا خانصاحب قدس سرہ فرماتے ہیں۔

حضور علیہ السلام اور دیگر انبیاء علیہم السلام کو رب تعالٰی نے اپنے بعض غیوب کا علم دیا۔

اُس کے آگے چل کر فرمایا کہ

یہ باتیں ضروریات دین میں سے ہیں ان کا انکار کفر ہے۔ (خالص الاعتقاد ۵۶)

سوال یہ تو ہم مانتے ہیں نبی علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو بہت سے غیوب پر اطلاع بخشی گئی لیکن اُسے اطلاع علی الغیب کہہ سکتے ہیں لیکن یہ نہیں کہہ سکتے کہ نبی علیہ السلام غیب جانتے تھے کیونکہ اُس کا ترجمہ ہوگا النبی یعلم الغیب اور ایسا کہنا کفر ہے کیونکہ علم غیب خاصۂ خدا ہے اور قرآن وحدیث اور سلف صالحین کی کتابوں وتفسیروں میں کہیں نہیں آیا کہ علم غیب کی نسبت غیر اللہ کی طرف جائے۔

جواب سبحان اللہ یہ عجیب فلسفہ ہے کہ ایک شخص کسی بات کو جانتا ہے لیکن پھر یہ کہا جائے کہ فلاں شخص جانتا تو ہے لیکن ہم اُس کے علم کے قائل تو نہیں اطلاع کے قائل ہیں پھر تو اپنا دین اور اپنا دھرم ہوا جیسے مرضی آئی بنالیا۔ باقی رہی یہ بات کہ "علم غیب خاصۂ خدا ہے۔" اس کا مطلب بھی آپ سے تاہنوز مخفی رہا کہ یہ تخصیص کون سی ہے اور سلف صالحین نے اس سے کیا مراد لی ہے۔

سوال میں دو باتوں کو مطمح نظر بنایا گیا ہے اول یہ کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے یعلم الغیب نہیں کہہ سکتے۔ دوسرا یہ کہ ایسی نسبت معتبر تفاسیر میں نہیں آئی۔

یہاں پر فقیر صرف ایک حوالہ پر اکتفا کرتا ہے۔ تفسیر روح البیان ۵۶ تحت آیت۔ قل لا اقول لکم فی قال ان نبی اللہ لا یعلم الغیب فقد اخطاء۔

یعنی جو قائل ہے کہ نبی علیہ السلام کو غیب کا علم نہیں وہ مخطی ہے۔

باقی حوالہ جات فقیر کی کتاب "علم غیب فی القرآن" میں دیکھئے